© rasailojaraid.com

اجتہاد کا تاریخی پس منظر

(۶)

جناب مولانا محمد تقی امینی صاحب ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

(۲) وہ قواعد و قوانین جن کا تعلق حکم کے نص کی شمولیت سے ہے۔

شمولیت نص کی ابتدائی قسمیں شمولیت نص کی ابتداءً دو قسمیں ہیں۔

(۱) شمولیت ذات اور

(۲) شمولیت اوصاف

شمولیت ذات کی دو قسمیں شمولیت ذات سے وہ حکم مراد ہے جس پر لفظ کی دلالت اپنی ذات کے لحاظ سے ہو اس کی دو قسمیں ہیں:

(ا) خاص اور

(ب) عام

خاص کی تعریف خاص کی اصطلاحی تعریف یہ ہے:

کل لفظ وضع لمعنی واحد علی الانفراد[۱] ہر وہ لفظ جو تنہا ایک معنی کے لئے وضع کیا گیا

---

[۱] اصول البزدوی جزء اول ص۳۱ مطبوعہ شرکۃ الصحافۃ العثمانیۃ استنبول ۱۳۰۸ھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خاص میں یہ خصوصیت جنس، نوع اور شخصیت ہر اعتبار سے قابل لحاظ ہوتی ہے جیسے انسان۔ رجل (مرد) اور زید

عام کی تعریف عام کی اصطلاحی تعریف یہ ہے۔

کل لفظ ینتظم جمعاً[1] — ہر وہ لفظ جو سب افراد کو شامل ہو۔

"عام" کبھی لفظ اور معنی دونوں کے اعتبار سے ہوتا ہے جیسے رجال رجل کی جمع ہے اور کبھی صرف معنی کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ لفظاً جمع نہیں ہوتا جیسے قوم، رہط (گروہ) من، ما، (شرطیہ وموصولہ) الذی۔ کل، جمیع اور الف لام اِستغراق (جو تمام افراد کے احاطہ کے لئے آتا ہے) وغیرہ۔

عام کی تین قسمیں عام کے محل استعمال میں غور کرنے سے اس کی تین قسمیں وجود میں آتی ہیں۔

(۱) وہ عام جس کے ساتھ ایسا قرینہ موجود ہو جو تخصیص (بعض افراد کو عام کے حکم میں داخل نہ ہونے کے احتمال کو بالکلیہ ختم کردے جیسے

ومامن دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا[2] — زمین پر کوئی چلنے والا نہیں ہے مگر یہ کہ اللہ پر اس کی روزی ہے۔

دابۃ (چلنے والا) لفظ عام ہے جس میں تخصیص کا قرینہ نہیں ہے۔

(۲) وہ عام جس کے ساتھ تخصیص (بعض افراد کو عام کے حکم میں داخل نہ ہونے) کا ایسا قرینہ موجود ہو جو سب افراد کو عام میں شامل ہونے کی نفی کرتا ہو جیسے

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا[3] — اور اللہ کے لئے ان لوگوں پر بیت اللہ کا حج ہے جن کو زاد راہ کی مقدرت ہو۔

---

[1] اصول البزدوی جزء اول ص ۳۱ مطبوعہ شرکۃ الصحافۃ العثمانیۃ استنبول ۱۳۰۸ھ

[2] ہود ع ۱ [3] آل عمران ع ۱۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آیت میں "الناس" عام ہے لیکن "من استطاع الیہ سبیلا" ایسا قرینہ موجود ہے کہ جس سے وہ تمام افراد کو شامل نہیں ہوسکتا بلکہ وہی اس میں شامل ہوں گے جن کو زاد راہ کی مقدرت ہو۔

عام کی ان دو قسموں میں فقہاء کے درمیان نہ اختلاف ہے اور نہ اس کی گنجائش ہے۔

(۳) وہ عام جس میں نہ تخصیص کو ختم کرنے والا کوئی قرینہ ہو اور نہ عام کو عمومیت پر باقی رہنے کی نفی کرنے والا کوئی قرینہ ہو بلکہ ان دونوں قرینوں سے خالی ہو۔

اس قسم کے عام میں اختلاف کی کافی گنجائش ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور احمدؒ کا مسلک امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک ایسے عام کی دلالت اس کے افراد پر ظنی ہوتی ہے یعنی ہر عام میں اس کے بعض افراد داخل نہ ہونے (تخصیص) کا احتمال ہوتا ہے اسی بنا پر عام کی تاکید لفظ کل اور اجمعین وغیرہ کے ساتھ آتی ہے اور اسی بنا پر یہ قاعدہ مشہور ہے۔

ما من عام الا خص عنہ البعض — کوئی عام ایسا نہیں ہے کہ جس کے بعض افراد خاص نہ کئے گئے ہوں۔

امام ابوحنیفہؒ کا مسلک امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایسے عام کی دلالت اس کے افراد پر قطعی ہوتی ہے یعنی اس میں تخصیص کا احتمال نہیں ہوتا البتہ کسی دلیل سے بعض افراد داخل نہ کئے جائیں تو پھر بقیہ افراد پر اس کی دلالت ظنی ہو جاتی اور دوسرے بعض افراد کے داخل نہ ہونے کا احتمال پیدا ہو جاتا ہے۔

اختلاف کی دو بڑی صورتیں اس اختلاف کا اثر ابتداءً دو بڑی صورتوں میں ظاہر ہوا جس سے بہت سے جزئی مسائل میں اختلاف ہوا وہ یہ ہیں:

(۱) خبرِ واحد اور قیاس سے عام کی تخصیص جائز ہے یا نہیں؟

(۲) عام اور خاص سے ثابت شدہ حکم میں جب ٹکراؤ ہو (ایک سے کوئی حکم ثابت ہو اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوسرے سے اس کے خلاف کا ثبوت ہو) تو دونوں کے درمیان یہ ٹکراؤ قابل تسلیم ہوگا یا نہیں ؟

چند اصطلاحات

ان دونوں کی وضاحت سے پہلے چند اصطلاحات کا جان لینا ضروری ہے۔

قطعی حکم وہ ہے جو قرآنِ حکیم، سنتِ متواترہ اور سنتِ مشہورہ سے ثابت ہو۔

سنتِ متواترہ ۔ وہ ہے کہ جس کے روایت کرنے والے مسلسل اس قدر زیادہ ہوں کہ ان سب کا جھوٹ پر اتفاق دشوار ہو۔

سنتِ مشہورہ۔ وہ ہے کہ جس کے راوی ابتدا میں اگرچہ کم ہوں لیکن بعد میں اس قدر شہرت ہوگئی ہو کہ اتنے لوگوں کا جھوٹ پر اتفاق دشوار ہو۔

ظنی حکم وہ ہے جو خبرِ واحد اور قیاس سے ثابت ہو۔

خبر واحد وہ ہے کہ جس کے راوی ایک دو یا زیادہ ہوں لیکن شہرت و تواتر کے درجہ کو نہ پہونچے ہوں۔

قیاس۔ علت کو مدار بنا کر سابقہ فیصلہ اور نظیر کی روشنی میں نئے مسائل حل کرنا (تفصیلی بحث آگے آئے گی۔)

نسخ۔ اس بات کو ظاہر کرنا کہ عام کے بعض افراد حکم میں داخل تھے اب وہ نکال دئے گئے ہیں۔

پہلی صورت کی تفصیل جس میں خبرِ واحد اور قیاس سے عام کی تخصیص جائز ہے یا نہیں۔

پہلی صورت میں احناف کے مسلک کی وضاحت

احناف کے نزدیک چونکہ عام کی دلالت قطعی ہوتی ہے اس بنا پر اس کی تخصیص ظنی دلیل (خبر واحد اور قیاس) سے جائز نہیں ہے۔ کیونکہ جو عام قرآن حکیم، سنت متواترہ یا سنتِ مشہورہ سے ہو اس سے حکم کا قطعی ثبوت ہوگا خبرِ واحد اور قیاس سے (حکم کا ظنی ثبوت ہوتا ہے) اس کی تخصیص کا مطلب یہ ہوگا کہ اعلیٰ پر ادنیٰ اور قطعی پر ظنی کی برتری تسلیم کی گئی۔ البتہ اگر عام کی تخصیص پہلے ہوگئی ہو تو پھر اس کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دلالت ظنی ہوجاتی اور برتری کا سوال ختم ہوجاتا ہے اس بناء پر خبر واحد اور قیاس سے اس کی تخصیص جائز ہے۔ مثلاً قرآن حکیم میں ہے:

اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم ولا تضاروھن لتضیقوا علیھن[1]

ان کو (مطلقہ عورت) رہنے کے لئے گھر دو اپنی حیثیت کے مطابق جہاں تم رہو اور ان کو نقصان نہ پہنچاؤ کہ ان پر تنگی کرنے لگو۔

اس آیت سے عورت کے لئے طلاق کے بعد زمانۂ عدت میں شوہر پر نان نفقہ اور جائے رہائش کا ثبوت ہوتا ہے۔ اور یہ آیت ہر مطلقہ کے لئے عام ہے جیسی بھی طلاق ہو اس کی تخصیص فاطمہ بنت قیس کی روایت (جو خبرِ واحد ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ (جس کو طلاق بائنہ دی گئی تھی) کے لئے نان نفقہ اور مکان دونوں نہیں واجب کئے تھے جائز نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ کے درج ذیل الفاظ سے امام ابوحنیفہ کے موقف کی تائید ہوتی ہے چنانچہ انھوں نے اس واقعہ میں فرمایا:

لا نترک کتاب ربنا وسنۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم لقول امرءۃ لا ندری لعلھا حفظت او نسیت[2]

ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کو ایک عورت کے کہنے سے نہ چھوڑیں گے خبر نہیں اس نے یاد بھی رکھا ہے یا بھول گئی ہے

شافعیہؒ اور حنبلیہؒ کے مسلک کی وضاحت

شافعیہؒ اور حنبلیہؒ کے نزدیک چونکہ عام کی دلالت اس کے افراد پر ظنی ہوتی ہے اس بناء پر ظنی کی تخصیص ظنی (خبر واحد اور قیاس) سے جائز ہے اس کی تائید میں وہ گویا صحابہ کا اجماع نقل کرتے ہیں مثلاً قرآن حکیم میں ہے:

---

[1] الطلاق ع ۱

[2] مسلم و مشکوٰۃ باب العدۃ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واحل لکم ما وراء ذٰلکم[1] اور ان عورتوں کے ماسوا تمہارے لئے حلال ہیں۔

اس عام کی تخصیص درج ذیل حدیث کی بناپر کی گئی ہے

لا یجمع بین المرءۃ وعمتہا ولا بین المرءۃ وخالتہا[2] کسی عورت کو نکاح میں اس کی پھوپھی اور خالہ کے ساتھ جمع نہ کیا جائے۔

تخصیص کی یہ صورت امام ابوحنیفہ کے نزدیک بھی ہے لیکن وہ اس خبر کو خبر مشہورہ کا درجہ دیتے ہیں خبر واحد کا نہیں۔

قرآن حکیم میں ہے:

یوصیکم اللہ فی اولادکم الخ[3] اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں وراثت کا حکم دیتا ہے۔

اس عام حکم کو ان حدیثوں سے خاص کیا گیا ہے:

القاتل لا یرث[4] قاتل کسی چیز کا وارث نہیں ہوتا

لا یرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم[5] کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔

مالکیہؒ کے مسلک کی وضاحت

مالکیہ کے نزدیک بھی عام کی دلالت ظنی ہوتی ہے لیکن غالباً خبر واحد سے اس کی تخصیص۔ کے وہ اس وقت قائل ہیں جبکہ اہل مدینہ کا عمل اس کی تائید کرتا ہو جیسا کہ اکثر حدیث نقل کرنے کے بعد وہ کہتے ہیں

---

[1] النساء ع ۴ [2] بخاری ومسلم ومشکوٰۃ باب المحرمات

[3] النساء ع ۲ [4] ترمذی وابن ماجہ ومشکوٰۃ باب الفرائض

[5] بخاری ومسلم ومشکوٰۃ باب الفرائض

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"وھو الامر عندنا" جس سے اہل مدینہ کا عمل مراد ہوتا ہے۔

اور اگر اہل مدینہ کا عمل اس کی تائید نہ کرتا ہو تو پھر خبر واحد سے وہ تخصیص کے قائل نہیں ہیں مثلاً حدیث میں ہے:

اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبعا احداھن بالتراب[1] — جب کتا برتن میں منہ ڈالدے تو اس کو سات مرتبہ دھوئے ان میں ایک مرتبہ مٹی سے دھوئے۔

اس حدیث سے عام حکم (کہ تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوجاتا ہے) کی تخصیص نہیں کی گئی کیونکہ اہل مدینہ کا عمل اس کے موافق نہ تھا۔

ائمہ کا یہ اختلاف صرف خبر واحد میں ہے خبر متواترہ اور خبر مشہورہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے سبھی امام ان کے ذریعہ تخصیص کے قائل ہیں ہر ایک اپنے مسلک کی تائید میں دلائل پیش کرتے اور دوسرے کے دلائل کا جواب دیتے ہیں جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔

وضاحت کے لئے مثالیں مزید وضاحت کے لئے ذیل میں دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں تاکہ اندازہ ہو کہ ان قواعد و قوانین اور ان میں اجتہاد کا دائرہ کس قدر وسیع ہوا؟

(۱) احناف کے نزدیک جس ذبیحہ پر "بسم اللہ" نہ پڑھی گئی ہو اس کا کھانا حلال نہیں ہے ذبح کرنے والا مسلمان ہو یا کافر۔ بسم اللہ عمداً چھوڑی گئی ہو۔ قرآن حکیم کی یہ آیت عام ہے جو ہر قسم کو شامل ہے۔

ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق[2] — جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اس کو نہ کھاؤ یہ کھانا گناہ ہے۔

---

[1] مسلم و مشکوٰۃ باب تطہیر النجاسات [2] الانعام ع ۱۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیکن سہو و نسیان کی صورت کو وہ عام حکم سے اس بنا پر خارج کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک یہ صورت "بسم اللہ" پڑھنے کے حکم میں ہے۔ سہو و نسیان لوگوں کو زیادہ پیش آتا رہتا ہے اگر اس کو آیت کے عام حکم میں داخل کیا جائے تو لوگوں کو دشواری پیش آئے گی جس میں شریعت نے گنجائش رکھی ہے

امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا مشہور قول بھی یہی ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ امام مالک کے نزدیک عام حکم کے خلاف جتنی حدیثیں ہیں وہ اس آیت سے منسوخ ہیں اور امام احمد کے نزدیک اس "عام" کے خلاف کوئی حدیث درجۂ ثبوت کو نہیں پہونچتی ہے۔ شافعیہؒ کے نزدیک جس ذبیحہ پر عمداً بھی بسم اللہ ترک کر دی گئی ہو اس کا کھانا حلال ہے۔ امام احمدؒ کا بھی ایک قول یہی ہے، ان کے نزدیک درج ذیل حدیثوں کی بنا پر آیت سے "بسم اللہ" کا وجوب نہیں ثابت ہوتا بلکہ سنت کا ثبوت ہوتا ہے۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت عائشہؓ نے عرض کیا

یاتوننا بلحمان لا ندری اذکرون اسم اللہ علیہا ام لا قال اذکروا اسم اللہ وکلوا[1]

کہ لوگ گوشت لاتے ہیں اور ہمیں خبر نہیں ہوتی کہ اس پر انھوں نے اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر کھالو۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بسم اللہ پڑھنا شرط نہیں ہے اگر شرط ہوتا تو رسول اللہ اس مشکوک صورت میں کھانے کی اجازت نہ دیتے ایک مسلمان کا اسلام خود اللہ کے نام کی ضمانت پیش کرتا ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے:

---

[1] بخاری و مشکوٰۃ کتاب الصید [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

المسلم یذبح علی اسم اللہ سمی اولم یسم[1] — ایک مسلمان اللہ ہی کے نام پر ذبح کرتا ذبح کے وقت وہ نام لے یا نہ لے۔

(۲) احناف کے نزدیک جو شخص حرم سے باہر کسی کو قتل کر دے اور پھر پناہ کے حرم میں آجائے تو اس سے وہاں قصاص (جان کے بدلہ جان) نہ لیا جائے گا بلکہ حرم باہر نکلنے کا حکم ہوگا اور وہاں قصاص لیا جائے گا جیسا کہ قرآن حکیم کی اس آیت کی عم میں یہ صورت بھی داخل ہے۔

ومن دخلہ کان آمنا[2] — جو شخص حرم میں داخل ہو اس کو امن

شافعیہؒ اور مالکیہؒ کے نزدیک حرم میں قصاص لینا جائز ہے جس طرح اس شخص کا حرم قصاص لینا جائز ہے جس نے حرم ہی میں کسی کو قتل کیا ہو عام کی یہ تخصیص قیاس کی بنا ہے جس کی بنیاد یہ آیت ہے:

ولا تقاتلوھم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فیہ فان قاتلوکم فاقتلوھم[3] — تم کافروں سے مسجد حرام کے پاس قتل نہ کرو یہاں تک کہ وہ تم سے وہاں قت قتال کرنے لگیں اگر وہ ایسا کریں تو انھیں قتل کرو۔

دوسری صورت میں جمہور ائمہ کا مسلک — دوسری صورت کی تفصیل کہ جس میں عام و خاص کے درمیان ہو۔

جمہور ائمہ کے نزدیک، چونکہ عام اور خاص ایک درجہ میں نہیں ہیں عام ظنی خاص قطعی ہے اس بناء پر دونوں کے درمیان ٹکراؤ نہیں ہے بلکہ خاص کا عمل

---

[1] زیلعی نصب الرایہ ج ۴ کتاب الذبائح

[2] آل عمران ع ۱۰ [3] البقرہ ع ۲۴

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہ میں اور عام کا عمل اپنے دائرہ (بقیہ افراد) میں ہوگا۔ مثلاً یہ آیت عام ہے۔

ین یرمون المحصنات ثم لم یأتوا	جو لوگ پاکدامنہ عورتوں کو تہمت لگائیں پھر
ۃ شھداء فاجلدوھم ثمانین	چار گواہ نہ لاسکیں تو ان کو اسی کوڑے
ۃ ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابداً	مارو اور کبھی ان کی گواہی نہ قبول کرو یہ لوگ
ئک ھم الفاسقون[1]	فاسق ہی ہیں۔

ت خاص ہے:

ین یرمون ازواجھم ولم یکن	جو لوگ اپنی بیویوں کو تہمت لگائیں اور ان کے
شھداء الا انفسھم فشھادۃ احدھم	علاوہ کوئی گواہ نہ ہو تو ان میں سے ایک کی
ع شھادات باللہ انہ لمن	گواہی کی صورت یہ ہے کہ چار بار اللہ کی قسم
ادقین[2]	کھا کر کہے کہ وہ سچا ہے۔

دوسری آیت کا حکم شوہر بیوی کے لئے خاص ہوگا اور پہلی آیت کا حکم دوسرے لوگوں کے
ام ہوگا شوہر بیوی اس میں شامل نہ ہوں گے اگرچہ پہلے وہ بھی شامل تھے۔

ف رح کا مسلک احناف رح کے نزدیک چونکہ ابتداء میں خاص کی طرح عام بھی قطعی ہے اس بناء پر وہ دونوں کے درمیان ٹکراؤ تسلیم کرتے ہیں لیکن یہ ٹکراؤ صرف
ہ کے دائرہ عمل میں ہوگا عام کے بقیہ افراد میں نہ ہوگا، ایسی صورت میں عمل کی ان کے
ب کئی شکلیں ہیں۔

ی پہلی اور دوسری شکل (۱) عام اور خاص قرآن میں ہیں تو نزول کی تاریخ اور حدیث میں ہیں تو دونوں کے ارشاد فرمانے کی تاریخ اگر معلوم ہو
ر تاریخ دونوں کی ایک ہی ہو تو خاص عام کا مخصص (تخصیص کرنے والا) ہوگا، جیسے

---

[1] النور ع ۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وحرّم الربوا (اللہ نے سود کو حرام کیا) کا نزول و احل اللہ البیع[1] (اللہ نے خرید و فروخت کو حلال کیا) کے ساتھ ہوا یا و من کان مریضاً او علی سفر فعدۃ من ایام اخر (جو مریض یا مسافر ہو اس کے لئے دوسرے دن روزہ رکھنا ہے) کا نزول فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ[2] جو تم میں رمضان کے مہینہ کو پائے تو اس کو ضرور روزہ رکھنا چاہیئے) کے ساتھ ہوا۔ ان دونوں مثالوں میں مذکورہ پہلا جملہ (جو خاص ہے) دوسرے جملہ (جو عام ہے) کا مخصص ہوگا۔

(ب) عام اور خاص دونوں کی تاریخ معلوم ہو لیکن عام پہلے ہو اور خاص بعد میں ہو تو خاص اپنے دائرہ میں عام کے حکم کو منسوخ کر دے گا۔ جیسے تہمت والی دونوں آیتیں گذر چکی ہیں ان میں پہلی عام ہے اور دوسری خاص ہے۔ اس بنا پر دوسری نے شوہر بیوی کی حد تک پہلی کو منسوخ کر دیا۔ نسخ کے بعد عام کے بقیہ افراد پر اس کی دلالت قطعی رہتی ہے جبکہ خاص کرنے کے بعد بقیہ افراد پر عام کی دلالت ظنی ہو جاتی ہے۔

تیسری اور چوتھی شکل

(ج) عام اور خاص دونوں کی تاریخ معلوم ہو لیکن خاص پہلے ہو اور عام بعد میں ہو تو عام خاص کو منسوخ کر دے گا۔ مثلاً ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عرنیین کو اونٹ کا پیشاب پینے کی اجازت دی یہ اجازت خاص انھیں کے لئے ناموافق آب و ہوا سے حفاظت کی غرض سے تھی[3] لیکن بعد میں رسول اللہؐ نے ایک عام حدیث بیان فرمائی جس سے خاص اجازت منسوخ ہو گئی وہ یہ ہے:

تنزّھوا عن البول[4] — پیشاب سے دور رہو

---

[1] البقرہ ع ۳۸ [2] البقرہ ع ۲۳

[3] بخاری ج ۲ کتاب المغازی باب قصۃ عکل و عرینۃ

[4] دارقطنی و نور الانوار مبحث العام۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(د) عام اور خاص دونوں کی تاریخ نہ معلوم ہو کہ خاص عام سے پہلے ہے یا عام خاص سے پہلے ہے تو ایسی صورت میں صرف خاص کے دائرہ میں ٹکراؤ تسلیم کیا جائے گا اور کسی ایک پر عمل کے لئے وجہ ترجیح کی تلاش ہوگی اگر کوئی ترجیح دینے والا مل جائے گا تو اس کے مطابق عمل ہوگا ورنہ تاریخ معلوم ہونے تک صرف اس دائرہ میں عمل مؤخر کیا جائے گا جس میں ٹکراؤ ہے۔ مثلاً قرآن حکیم کی ایک آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جس عورت کا شوہر انتقال کر جائے اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے[1] یہ آیت عام ہے کہ وہ عورت وفات کے وقت حاملہ ہو یا غیر حاملہ ہو لیکن دوسری آیت ہے

واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن[2] — حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنے حمل سے فارغ ہو جائیں۔

یہ حاملہ عورت کی عدت کے لئے خاص ہے صرف حاملہ ہی کی عدت میں اس خاص آیت کا دوسری عام آیت سے ٹکراؤ ہے اور دونوں میں یہ نہیں معلوم ہے کہ کون پہلے نازل ہوئی اور کون بعد میں نازل ہوئی، ایسی صورت میں حضرت علی رضؓ نے خاص (واولات الاحمال۔ الخ) پر متعین طور پر عمل کو مؤخر کرتے ہوئے دونوں آیتوں کے پیش نظر عمل کی احتیاطی شکل یہ نکالی کہ وفات اور حمل دونوں کی عدت دیکھی جائے ان میں جو زیادہ ہو وہی حاملہ کی عدت قرار پائے گی لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود کے نزدیک چونکہ دوسری آیت بعد میں نازل ہوئی اس لئے پہلی آیت کا حکم اس عورت کے بارے میں منسوخ ہو جائے گا جس کا شوہر انتقال کر جائے اور حاملہ ہو اس کی عدت وضع حمل قرار پائے گی اگرچہ چار ماہ دس دن سے کم ہو۔

وضاحت کے لئے مثالیں مزید وضاحت کے لئے دو مثالیں یہ ہیں:

(۱) شافعیہؒ، مالکیہؒ، حنبلیہؒ اسی طرح ابو یوسفؒ و محمدؒ کے نزدیک پیداوار کی زکوٰۃ کا

---

[1] البقرہ ع ۳۰ [2] الطلاق ع ۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نصاب پانچ وسق ہے وسق ایک پیمانہ تھا جس میں ساٹھ صاع غلہ آتا تھا۔ ایک صاع تقریباً ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے اس طرح ساٹھ صاع کے تقریباً پانچ من دس سیر ہوئے۔ ان حضرات کی دلیل یہ حدیث ہے:

لیس فیما دون خمسۃ اوسق صدقۃ[1] پانچ وسق سے کم میں صدقہ (زکوٰۃ) نہیں ہے

یہ حدیث درج ذیل عام حدیث کی مخصص (خاص کرنے والی) ہے۔

فیما سقت السماء والعیون او کان عثریا العشر وفیما سقی بالنضح نصف العشر[2] جس زمین کو بارش اور چشمے سے سیراب کیا جائے یا سوت (نمی) والی زمین ہو تو اس میں دسواں اور جس کو کنواں وغیرہ سے سینچا جائے تو اس میں بیسواں حصہ ہوگا۔

یعنی اگر ضروری محنت واخراجات کے علاوہ زائد محنت و اخراجات کو پیداوار میں دخل نہ ہو تو دسواں حصہ اور اگر زائد محنت واخراجات برداشت کرنا پڑے تو بیسواں حصہ ہوگا۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک پیداوار کی ہر مقدار میں زکوٰۃ ہے خواہ کم ہو یا زیادہ ہو ان کی دلیل اوپر کی عام حدیث ہے اور مذکورہ خاص حدیث سے وہ غلہ تجارۃ کی زکوٰۃ مراد لیتے ہیں کیونکہ وسق خرید و فروخت ہی کا پیمانہ تھا اور اس میں جس قدر غلہ سماتا تھا اس کی قیمت چالیس درہم ہوتی تھی اور پانچ وسق کی قیمت دو سو درہم تھی جو زکوٰۃ کا نصاب ہے[3]

(۲) شافعیہؒ مالکیہؒ اور حنبلیہؒ کے نزدیک ایک مسلمان ذمی کافر کے بدلہ نہ قتل کیا جائے (ذمی سے مراد وہ غیر مسلم ہے جو اسلامی حکومت میں وفاداری کے ساتھ رہتا ہو) ان کی دلیل

---

[1] بخاری ج ۱ کتاب الزکوٰۃ باب لیس فیما اقل الخ

[2] بخاری ج ۱ ایضاً باب العشر

[3] سرخسی۔ المبسوط و ہدایہ ج ۱ باب زکوٰۃ الزروع۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ حدیث ہے :

ان لا یقتل مسلم بکافر[1] — مسلمان کافر کے بدلہ نہ قتل کیا جائے۔

یہ حدیث قرآن حکیم کی اس آیت کی مخصص (خاص کرنے والی) ہے۔

الحر بالحر والعبد بالعبد والانثیٰ بالانثیٰ[2] — قصاص ہیں آزاد آزاد کے بدلہ غلام غلام کے بدلہ اور عورت عورت کے بدلہ ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مسلمان "ذمی کافر" کے بدلہ قتل کیا جائے گا ان کی دلیل قرآن کی یہی عام آیت ہے اور مذکورہ حدیث سے وہ حربی کافر مراد لیتے ہیں۔

خبر واحد اور قیاس کے علاوہ عام کے دوسرے مخصصات (خاص کرنے والے) میں زیادہ اختلاف نہیں ہے ان میں بس اس قدر اختلاف ہے کہ بعض کو کوئی مخصص میں شمار کرتا ہے اور کوئی نہیں کرتا ہے۔

عام کے مخصص | عام کے چند دوسرے مخصص یہ ہیں :

اجماع

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا[3] — اللہ کے لئے لوگوں پر حج فرض ہے جو اس کی مقدرت رکھتا ہو۔

جن لوگوں میں حج کی استطاعت نہیں ہے ان پر اجماعاً حج فرض نہیں ہے (آیت میں بھی من استطاع الخ موجود ہے)

عقل

الذین قال لھم الناس ان الناس — جن سے لوگوں نے کہا کہ مکہ والوں نے مقابلہ

---

[1] ابوداؤد عن علی وھدایہ ج ۴ باب مایوجب القصاص الخ

[2] البقرہ ، ع ۲۲ [3] آل عمران ع ۱۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قد جمعوا لکم[1] کے لئے سامان جمع کیا ہے۔

عقلاً یہ بات ثابت ہے کہ دونوں "الناس" میں تمام لوگ مراد نہیں ہو سکتے ہیں بلکہ خاص ہی لوگ مراد ہیں۔

عرف وعادت

والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین[2] اور مائیں اپنی اولاد کو دو سال پورے دودھ پلائیں۔

جو مائیں عرفاً یا عادۃً دودھ نہ پلائیں وہ اس میں داخل نہیں ہیں۔

حس

تدمر کل شیئ بامر ربھا[3] ہوا اکھاڑ پھینکے گی اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو۔

ظاہر ہے کہ اس میں وہی چیزیں داخل ہوں گی جو اکھاڑ پھینکے جانے کے قابل ہوں گی۔

وصف

من نسائکم التی دخلتم بھن فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم[4] حرام ہیں تمہاری ان عورتوں کی بیٹیاں جن سے تم نے قربت کی ہے اور اگر ان سے قربت نہیں کی تو ان کی بیٹیاں حرام نہیں ہیں۔

جن بیویوں کے ساتھ قربت نہ ہوئی ہو ان کی بیٹیاں اس میں داخل نہیں ہیں۔

شرط

ومن لم یستطع منکم طولاً ان ینکح تم میں سے جو شخص پاکدامنہ مومنہ عورتوں سے

---

[1] آل عمران ع ۱۸ [2] البقرہ ع ۳۰

[3] الاحقاف ع ۳ [4] النساء ع ۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محصنات المؤمنات[1] نکاح کی مقدرت نہ رکھے۔

ن لوگوں میں نکاح کی مقدرت نہ ہو وہ اس میں داخل نہیں ہیں۔

استثنار

(الا ان تکون تجارۃ حاضرۃ تدیرونھا[2] مگر یہ کہ تجارت ہاتھ در ہاتھ لیتے دیتے ہو۔

ابت سے وہ تجارت مستثنیٰ ہوگی جس میں ادھار نہ ہو۔

غایت (انتہاء) الی اور حتی کے ساتھ

غسلوا وجوھکم وایدیکم الی دھوؤ اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں

رافق[3] تک

ی سے اوپر کا حصہ دھونے میں داخل نہیں ہے۔

مخصص کی حیثیت

مذکورہ مخصص کے ذریعہ چونکہ مراد و مقصود کا اظہار و بیان ہوتا ہے اس بنا پر ہر امام ان کے ذریعہ عام کو خاص کرنے کے لئے وجہ جواز مہیا کرتا ہے ہ مخصص کی فہرست میں شامل کرے یا دوسرا نام تجویز کرے حتی کہ خبر واحد اور قیاس بھی تخصیص کی بعض مثالیں موجود ہیں اگرچہ بہ تکلف قیاس کی گنجائش نکالی گئی ہو اور واحد کو خبر مشہور کا درجہ دیا گیا ہو مثلاً

شافعیہؒ، مالکیہؒ اور حنبلیہؒ کے نزدیک دار الحرب میں جو شخص زنا کا ارتکاب کرے ں پر حد (زنا کی مقررہ سزا) نہ جاری ہوگی۔ کیونکہ قرآن حکیم کی مذکورہ آیت "الزانیۃ زانی فاجلدو کل واحد منھما مائۃ جلدۃ" عام ہے جس میں کسی کو خاص نہیں یا لیکن امام ابو حنیفہؒ اس عام آیت کو درج ذیل حدیث سے خاص کرتے ہیں۔

---

[1] النساء ع ۴ [2] البقرہ ع ۳۹

[3] المائدہ ع ۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لا تقام الحدود فی دار الحرب[۱] دار الحرب میں حدیں (مقررہ سزائیں) نہ جاری کی جائیں۔

حالانکہ یہ حدیث کمزور ہے اور مخصص بننے کی مضبوط صلاحیت نہیں رکھتی ہے لیکن بعض روایتوں میں ان الفاظ کا اضافہ ہے جس کی بنا پر قیاس کی گنجائش نکل آتی ہے۔

مخافۃ ان یلحق اھلھا بالعدو[۲] اس اندیشہ سے کہ کہیں وہ دشمن کے ساتھ نہ جا ملے۔

اسی طرح قرآن مجید میں چوری کی سزا کی آیت والسارق والسارقۃ الخ عام ہے اس میں کوئی مقدار نہیں ذکر کی گئی لیکن خبر واحد میں اس کی مقدار متعین ہے جس کے بغیر آیت پر عمل دشوار ہے ....

...... ہر امام نے خبر واحد سے آیت کی تخصیص کی ہے امام ابو حنیفہؒ نے بھی کی ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ وہ جس حدیث سے آیت کی تخصیص کے قائل ہیں اس کو خبر مشہور کا درجہ دیتے ہیں۔

خاص کی دلالت

فقہاء کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ خاص کی دلالت اپنے مراد و مقصود پر قطعی ہوتی ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ مزید بیان کا احتمال ہوتا ہے یا نہیں؟

امام ابو حنیفہؒ کا مسلک

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک خاص چونکہ اپنی وضع کے لحاظ سے خود ظاہر ہے اس لئے اس میں مزید بیان کا احتمال نہیں ہوتا اور اگر یہ احتمال تسلیم کر لیا جائے تو اس کی حیثیت بیان کی نہ ہو گی بلکہ "نسخ" کی ہو گی جو نص (قرآن) کے اطلاق کو منسوخ کرے گا۔ ناسخ (نسخ کرنے والا) کے لئے چونکہ قوت میں منسوخ سے

---

[۱] برہان الدین مرغینانی ہدایہ وحاشیہ باب الوطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زیادہ یا کم از کم اس کے مساوی ہونا ضروری ہے اس بنا پر وہ خاص قطعی کے بیان میں نہ حدیثوں سے مدد لینے کے قائل ہیں اور نہ خبرِ واحد سے اس کی منسوخیت کے قائل ہیں۔

شافعی اور بعض دیگر ائمہ کا مسلک

شافعیہؒ اور بعض دیگر ائمہ کے نزدیک خاص کی دلالت اپنے مراد و مقصود پر اگرچہ قطعی ہوتی ہے لیکن اس میں بیان کا احتمال ہوتا ہے ان کے نزدیک خاص کی حیثیت "مجمل" جیسی ہے کہ جس کو بیان کرنے کے لئے قوت میں کم درجہ کی حدیثیں (خبر آحاد) بھی کافی ہیں مثلاً قرآن حکیم میں ہے:

وارکعوا مع الراکعین[1] اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ

لفظ رکوع خاص ہے جس کی مراد متعین ہے اور یہ نماز کا جزء ہے کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی (جس نے رکوع اطمینان سے نہیں کیا تھا) سے فرمایا:

ارجع فصل فانک لم تصل[2] لوٹ جاؤ اور نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔

احناف کے نزدیک رکوع وغیرہ میں طمانینت (تعدیل ارکان) نماز کی صحت کے لئے شرط یا فرض نہیں ہے حالانکہ رسول اللہؐ نے اعرابی کو نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا جس سے شرط و فرض کا ثبوت ہوتا ہے۔ اگر اس حدیث سے فرضیت کا ثبوت تسلیم کر لیا جائے تو "خاص" قرآن پر زیادتی خبر واحد سے لازم آئے گی جس سے قرآن کا اطلاق گویا منسوخ ہو جائے گا اور خبرِ واحد میں قرآن کو منسوخ کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ "خبر واحد" چونکہ

---

[1] البقرہ ع ۵ [2] بخاری ج ا کتاب الصلوۃ باب امر النبی الذی لایتم رکوعہ بالاعادۃ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ظنی ہے اس لئے فرض کے بجائے اس سے وجوب کا ثبوت ہوگا اس طرح قرآن و حدیث دونوں پر اپنے اپنے درجہ میں عمل ہو جائے گا۔

شافعیؒ اور بعض دیگر ائمہ کے نزدیک چونکہ خاص مزید بیان کا احتمال رکھتا ہے اس بنا پر آیت میں رکوع گویا مجمل ہے جس کا بیان خبر واحد سے جائز ہے اور رکوع وغیرہ میں طمانیت مثل رکوع کے فرض ہے کہ جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

اسی طرح قرآن حکیم میں ہے۔

ولیطوفوا بالبیت العتیق [۱] اور چاہیئے کہ وہ قدیم گھر (خانہ کعبہ) کا طواف کریں۔

احناف کے نزدیک طواف لفظ خاص ہے جس کے معنی متعین ہیں اس میں طہارت (وضو) کا ذکر نہیں ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الا لا یطوفن بالبیت محدث ولا عریان [۲] یاد رکھو بیت اللہ کا طواف کوئی بے وضو یا ننگا ہو کر نہ کرے۔

اس حدیث سے طواف کے لئے طہارت کی فرضیت ثابت کی جائے تو گویا قرآن کے اطلاق کو منسوخ کرنا اور اس پر اضافہ کرنا ہوگا جو کمتر درجہ (خبر واحد) سے جائز نہیں ہے۔ اس بنا پر قرآن کو اپنے اطلاق پر رکھتے ہوئے حدیث سے طہارت (وضو) کا وجوب ثابت ہوگا۔ شافعیؒ کے نزدیک چونکہ خاص مزید بیان کا احتمال رکھتا ہے اس بنا پر طہارت آیت ہی کا بیان قرار پاکر فرض ہو گی [۳]

(باقی آئندہ)

---

[۱] الحج ع ۴ [۲] نور الانوار بحث الخاص والعام

[۳] پوری بحث کے حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو، ابن امیر، التقریر والتعبیر علی تحریر ابن الہمام، امام غزالی المستصفی، عبد العلی محمد بن نظام الدین، فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت، محمد بن احمد بن ابی سہل، اصول السرخسی، عبد العزیز بخاری کشف الاسرار شرح اصول البزدوی و دیگر کتب اصول فقہ

© rasailojaraid.com